© rasailojaraid.com

مولانا حافظ عبد الغفور ...

قسط (۲) آخری

احکام رمضان المبارک

صدقہ فطر

صدقۂ فطر کس پر فرض ہے

صدقۂ فطر کے لیے ضروری نہیں کہ وہی لوگ ادا کریں، جو صاحبِ نصاب ہوں۔ بلکہ جس طرح یہ ایک امیر اور دولت مند پر فرض ہے، اسی طرح اس غریب پر بھی فرض ہے جس کے پاس عید کے دن اپنے اہل و عیال سے اس قدر زائد خوراک موجود ہو کہ وہ ہر ایک کی طرف سے ایک صاع غلہ دے سکے۔ اگر پورا نہ ہو تو جتنا ہو، اتنا ہی دے دے۔ بلکہ غرباء کو امیروں کے دیے ہوئے میں سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں:

"فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر من رمضان صاعا من تمر وصاعا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثٰی والصغیر والکبیر من المسلمین" (بخاری ومسلم)

"آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجوروں سے، یا ایک صاع (دو سیر گیارہ چھٹانک) جو سے، ہر غلام، آزاد، مرد و عورت، بالغ و نابالغ تمام مسلمانوں پر فرض کیا ہے"

نوٹ: اگر کوئی شخص عید گاہ جانے سے چند منٹ پہلے مسلمان ہو جائے تو اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے ــــ اور جو بچہ عید سے پہلے پیدا ہو جائے، اس کا بھی صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے۔

صاع کا وزن

صاع مدینہ معتبر ہے اور اس کا صحیح اندازہ پانچ رطل اور تہائی رطل ہے۔ اس حساب سے صاع (دو سیر گیارہ چھٹانک ــــ پاکستانی) ہوتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا اندازہ ہے، جو سلف کے زیادہ قریب ہے اور یہی قول راجح ہے۔

اور صاع عراقی و کوفی وغیرہ جو امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے' وہ صحیح نہیں کیوں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ صاع مدینہ منورہ کا اور وزن اہلِ مکہ کا معتبر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام ابو یوسفؒ نے بھی امام شافعیؒ کے قول کی طرف رجوع کیا ہے۔ اس سے زیادہ اس کے بارے میں تحقیق کیا ہو سکتی ہے؟

صدقہ فطر کس وقت ادا کیا جائے؟

صدقہ فطر نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا چاہیے۔ اگر عید کی نماز کے بعد ادا کیا جائے گا تو وہ صدقہ فطر شمار نہیں ہو گا، بلکہ ایک عام صدقہ ہو گا۔ (ترمذی)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بزکوٰۃ الفطر قبل خروج النّاس الی المصلّٰی"۔ (بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا"۔

بلکہ بہتر یہ ہے کہ عید سے ایک روز پہلے ہی ادا کیا جائے، تاکہ غریب بیچارے ضروریاتِ عید خرید سکیں۔

نوٹ: صدقۂ فطر ہر قسم کے اناج یا کھجور یا پنیر یا آٹے یا کشمش سے، بقدر ایک صاع (دو سیر گیارہ چھٹانک) فی کس ادا کرنا چاہیے۔ (زاد المعاد)

اگر نقد روپے دینا چاہے تو مذکورہ اشیاء کے بھاؤ کے مطابق دے سکتا ہے۔

احکامِ عید یا عید الفطر کے مسائل

عیدین

عیدین میں غسل کرنا اور عمدہ پوشاک پہننا، بشرطیکہ اس کا مقدور ہو، افضل ہے۔ (طبرانی)

اِن ایام میں خوشبو اور سُرمہ استعمال کرنا، کنگھی کرنا، مسواک کرنا، سفید و پاکیزہ لباس پہننا سنت ہے۔ (صحیحین)

عورتیں، غازہ، دنداسہ، سُرخی پوڈر اور رنگین پوشاک بھی استعمال کر سکتی ہیں، بشرطیکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پردہ میں رہیں اور کھلے منہ باہر نہ نکلیں۔ مہکنے والی خوشبو عورتوں کے لیے حرام ہے۔
مردوں کو ریشمی کپڑا پہننا اور سونے کی کسی چیز (طلائی بٹن، طلائی زنجیر، طلائی انگوٹھی، گھڑی وغیرہ) سے زینت کرنا حرام ہے۔ (ترغیب وترہیب)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریشم اور سونا پہننے والے مردوں پر اللہ تعالےٰ جنت کی نعمتیں حرام کر دیتا ہے اور انھیں ذلیل وخوار کر کے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل کرے گا۔ (بخاری ومسلم)
عیدگاہ کو پیدل جانا، آتے جاتے راستہ بدل دینا اور جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا، نیز تکبیرات کا پڑھنا مسنون ہے۔

تکبیریں تکبیریں بآوازِ بلند اس طرح کہے:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا" (فتح الباری)

اور یوں بھی کہہ سکتا ہے:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ" (دارقطنی)

عورتوں کا عیدین کی نمازمیں عیدگاہ کو نکلنا

عورتوں کا عیدگاہ میں عید کی نماز کے لیے جانا سنت ہے —— شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، جوان ہو یا ادھیڑ عمر کی۔ چنانچہ:

"عن ام عطیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج الابکار والعواتق وذوات الخدور والحیض فی العیدین فاما الحیض فیعتزلن من المصلی ویشھدان دعوۃ المسلمین، قالت احداھن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لم یکن لھا جلباب، قال فلتعرھا اخت من جلبابھا"

"آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، دوشیزہ، کنواری، حیض والی عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے تھے۔ حیض والی عورتیں جائے نماز سے دور رہتیں اور وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسلمانوں کی دُعا میں شریک ہوتیں"۔

ایک عورت نے عرض کی : یا رسولؐ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو کیا وہ بھی عید گاہ کو آئے ؟

آپؐ نے فرمایا : ہاں، اس کی دوسری بہن اس کو اپنی چادر عاریتہً دے دے۔

جو لوگ کراہیت کے قائل ہیں، یا جوان اور بوڑھی کے درمیان فرق کرتے ہیں، وہ درحقیقت صریح صحیح حدیث، کو اپنی فاسد اور باطل آراء سے رد کرتے ہیں۔

حافظ ابنِ حجرؒ نے فتح الباری میں اور ابنِ حزمؒ نے اپنی محلّی میں بالتفصیل مخالفین کے دس جوابات ذکر کیے ہیں۔ ہاں عورتوں کو عید گاہ میں سخت پردہ کے ساتھ، بغیر کوئی خوشبو لگائے، بجنے والے زیوروں اور زینت والے فیشن ایبل لباسوں کے بغیر جانا چاہیے تاکہ فتنہ کا باعث نہ بنیں۔

عید کی نماز کہاں پڑھنی چاہیے ؟

عید کی نماز قصبہ یا شہر یا گاؤں سے باہر صحرا یعنی کھلے میدان میں ادا کرنی سُنّت ہے، اور بلا عذر شرعی کے مسجد میں پڑھنی خلافِ سُنّت ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے ایک دفعہ کے (بارش کے عذر کی وجہ سے) مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اشرف مواضع اور افضل مقام ہونے، بلکہ اس کے بعض حصّہ کے "روضة من رياض الجنة" ہونے کے باوجود' اس میں نمازِ عیدین ادا نہیں فرمائی۔

عید کی نماز

عید کی نماز سُنّتِ مؤکدہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا۔

عید کی نماز کا وقت

جب آفتاب طلوع ہو جاتا اور روشنی پھیل جاتی ہے، تو عید کی نماز کا اوّل وقت ہو جاتا ہے۔ یعنی اشراق کا وقت عید کی نماز کا اول وقت ہے۔ اور قبل زوال تک اس کا وقت باقی رہتا ہے۔

نمازِ عید کے لیے نہ اذان ہے اور نہ اقامت، یعنی ان کے بغیر ہے :

"عن جابر بن سمرة قال صلّيت مع رسول الله صلى الله عليه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وسلم العيدين غير مرّة ولا مرّتين بغير اذان ولا اقامه"

(مسلم)

نمازِ عید سے پہلے یا بعد میں، عید گاہ میں یا گھر میں، سنت یا نفل وغیرہ پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

اسی طرح نمازِ عید سے پہلے خطبہ یا وعظ کا بھی کوئی ثبوت نہیں، اور نہ ہی عید گاہ میں منبر لے جانے کا ثبوت ہے۔ نماز سے پہلے خطبہ یا وعظ کہنا اور عید گاہ میں منبر لے جانا بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سُنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

طریقۂ نمازِ عید

دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیرِ تحریمہ (اللہ اکبر) کہے، پھر ہاتھوں کو سینے پر باندھ لے۔ پھر سات مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ پھر "سبحانك اللّٰهم وبحمدك الخ!" یا "اللّٰهم باعد بيني" پوری پڑھے۔

پھر سورۂ فاتحہ پڑھے۔

اس کے بعد امام سورۃ الاعلیٰ یا سورۂ قٓ پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور حسبِ دستور رکوع و سجود سے فارغ ہو کر تکبیر پکارتا ہوا کھڑا ہو جائے۔

پھر دوسری رکعت میں پانچ مرتبہ اللہ اکبر کہے ـــــ پھر سورۂ فاتحہ پڑھے۔

اس کے بعد امام سورۃ غاشیہ یا قمر پڑھے۔

پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے۔ اور حسبِ دستور رکوع و سجود، اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے۔

معلوم ہوا کہ عیدین کی نماز دو رکعت ہے۔ اور اس کی پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ قرأت فاتحہ سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں۔ اور دوسری رکعت کی تکبیرِ قیام کے علاوہ قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں گی۔

نوٹ: تکبیرِ زوائد کے ساتھ رفع الیدین کا ثبوت مرفوع صحیح حدیث سے نہیں ملتا۔ ہاں البتہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی تکبیرِ زوائد کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ پس اگر کوئی ان کی اتباع میں رفع الیدین کرے تو کر سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عید کا خطبہ

عیدین کی نماز کے بعد خطبہ اور وعظ کرنا مسنون ہے۔ خطیب صدقہ و خیرات پر برانگیختہ کرے۔ بعض ائمہ کے نزدیک عید کا خطبہ سُننا ضروری ہے، سُنت کے مطابق خطبہ سُن کر واپس ہونا چاہیے۔

امام کو چاہیے کہ سامعین کی زبان میں صدقہ و خیرات، اتحاد و اخلاص پر وعظ کرنے کے علاوہ وقتی ضرورتوں، لوگوں کی مصلحتوں، سیاسی تقاضوں، اخلاقِ محمدیؐ، سیرتِ طیبہ اور معاشی و معاشرتی حالات پر روشنی ڈالے۔ صرف ایک ہی خطبہ ساری عمر لوگوں کو نہیں سناتے رہنا چاہیے۔

بخاری شریف میں ایک روایت موجود ہے:

"یعظھم ویوصیھم ویأمرھم وان کان یرید ان یقطع بعثا قطعہٗ او یأمر بشئ امر بہٖ"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خطبۂ عیدین میں (حالات کے تقاضوں کے مطابق) نصیحت فرماتے تو ضرورتوں اور دینی مطالبوں کا حکم دیتے۔ اور اگر کوئی لشکر (لڑائی کے لیے) بھیجنا چاہتے تو اسے بھیجتے، شعبان کے روزے اور لوگوں کو اہم ضروری وقتی مسائل پر خطبہ ارشاد فرماتے۔

رمضان کے روزے پورے کرنے کے بعد عید کے متصل ہی، یا دو چار دن کے بعد شوال ہی کے مہینہ میں لگاتار یا ناغہ کر کے چھ روزے رکھنے سے سال بھر کے روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے:

عن ابی ایوّب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قال من صام رمضان ثم اتبعہٗ ستًّا مّن شوال فذالک صیام الدّھر"

کیونکہ "من جاء بالحسنۃ فلہٗ عشر امثالھا" کے مطابق ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے مطابق ہوتا ہے، تو رمضان کے تیس روزوں کا ثواب تین سو دن کا ہوا۔ اب اسی قانونِ الٰہی کے مطابق یہ چھ روزے ساٹھ روزوں کے قائم مقام ہوئے، تو معلوم ہوا کہ رمضان اور شوال کے چھ روزے مِل کر سال کے تین سو ساٹھ دن کے برابر ثواب مِلا۔

مسلمانو! اس ثوابِ عظیم کو حاصل کرنے کے لیے رمضان کے بعد یہ چھ روزے رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے ——— وما توفیقی الّا باللہ!

© rasailojaraid.com